۷۸۶

ہفتخوانِ اردو

اردو ادب کی منظوم تاریخ

جس میں یہ دکھایا گیا ہے کہ زبانِ اردو نے ارتقائی منازل کیونکر طے کیے

مصنفہ

لسان القوم مولانا صفی لکھنوی

مطبوعہ ادبی پریس لاٹوش روڈ لکھنؤ

۱۹۳۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خوانِ اوّل

بار آور قلمی نخل کی ڈالی اُردو! — مادرِ ہند کے آغوش کی پالی اُردو!

اُردوِ شاہجہانی میں ہوئی تو پیدا — نام اسی سے تو ہے اُردوئے معلّیٰ تیرا

مشترک ہندو و مسلم کا ہے تو سرمایہ — ہند کی کوئی زباں تیرے نہیں ہمپایہ

رہروؤں کے لئے اک مسلکِ ہموار ہے تو — فطرتاً صلح پسند اور ملنسار ہے تو

بڑھ کے تو غیروں کو اپنے میں ملا لیتی ہے — وسعتِ خلق سے پہلو میں جگہ دیتی ہے

جو ملا تجھ سے گیا بھول وہ گھر کا رستہ — واقعہ ہے یہ کوئی راز نہیں سربستہ

شیوۂ خاص ہے یہ عام پسندی تیری — ہمہ گیری تری، یہ حوصلہ مندی تیری

ریختہ السنۂ مختلفہ کا تو ہے — برج بھاشا کا سا انداز وہی خوبو ہے

گردشِ چرخ مبارک وہ گھڑی لائی تھی — مادرِ ہند کے جب پیٹ میں تو آئی تھی

غالباً عہد تھا سلطان شہاب الدیں کا — ہند میں آئے جب ایران سے اکثر شعرا

اس قلمرو میں جو رائج تھی زبانِ بھاشا — گجی کھینچتے رہتے تھے کمانِ بھاشا

اور اسی طرح سے اکثر شعرائے وطنی — کرتے تھے فارسی الفاظ میں شکر شکنی

لہ سنہ ۱۱۹۱ء سے اُردو کی تخم ریزی شروع ہوئی۔

مثلاً چند کہ شاعر دو اسی دیس کا تھا | اُس کی نظموں میں جھلکتا ہے یہی رنگ ادا

فارسی لفظوں کا ہندی میں ہوا سلح ورود | دودھ میں جیسے کہ ہوں قند کے ٹکڑے موجود

وہ زمانہ تھا کہ جب رائے پتھورا کو شکست | دے کے غوری نے کیا ہند میں خود بندوبست

بعد ازاں دورِ حکومت میں غیاث الدین کے | ہندیت فارسیت دونوں میں پینگ بڑھے

کر اسی تازہ زباں یعنی اسی ریختے میں | گیت کی ٹھمریوں کی ہونے لگیں تصنیفیں

ریختہ ریختہ یہ ترقی ہوئی حیرت انگیز | طوطیِ ہند نے کی پہلے پہل اِس میں ریز

وہ تغزل تھا بہ اندازِ دوگونہ دیکھو | دیکھو اُس ریختے کا ہے یہ نمونہ دیکھو

غزل حضرت امیر خسرو دہلوی در ریختہ

ز حالِ مسکیں مکن تغافل دورائے نیناں بنائے بتیاں | کہ تابِ ہجراں ندارم اے جاں نہ لیہو کاہے لگائے چھتیاں

شبانِ ہجراں دراز چوں زلف و روزِ وصلت چو عمر کوتاہ | سکھی پیا کو جو میں نہ دیکھوں تو کیسے کاٹوں اندھیری رتیاں

یکایک از دل دو چشم جادو بصد فریبم ببرد تسکیں | کسے پڑی ہے جو جا سناوے پیارے پی کو ہماری بتیاں

چو شمع سوزاں چو ذرہ حیراں ز مہرِ آں مہ بگشتم آخر | نہ نیند نیناں نہ انگ چیناں نہ آپ آویں نہ بھیجیں پتیاں

بحقِ روزِ وصالِ دلبر کہ داد مارا فریب خسرو
سپیت من کے درائے راکھوں جو جائے پاؤں پیا کے کھتیاں

اخوانِ دوم

حکم اِس ہند میں تھا جب کہ محمد تغلق | شہر با باب میں پیدا ہوا جھگڑا اور عشق

دولت آباد کو دہلی سے گیا مع عسکر | ریختے میں دکنی مل گئے الفاظِ کثیر

لوگ دہلی میں پلٹ کر جو کبھی آتے تھے | دکنی شعر و لسا کی سوغات یہاں لاتے تھے

احسن و اشرف و جعفر شعرائے دکنی | احمد و ہاشم و خوشنودی و فضلی لطفی

ل سنہ ۱۱۵۳ء ۲ سنہ ۱۱۹۲ء ۳ عہد غیاث الدین بلبن سنہ ۱۲۸۶ء ۴ سنہ ۱۳۲۵ء

ہاتفی بھی ہیں اِسی طرح عزیز اللہ بھی — مثلِ سعدی کے دکن گذرے ہیں جو قبلِ ولی

جز ولی درج ہیں فہرست میں جتنے شاعر — شاعری کے ہیں یہ اُن سب کی نمونے حاضر

شعر حسن دکنی

جب سے سفر پیا نے کیا تب تے غریب آوارہ ہوں — یا بیگ ہی آیا کریں یا مجکو لیں بلوائے کر

شعر اشرف دکنی

پیا بن میرے تئیں یو رنگ بھایا ہے جو ہونی ہو سو ہو جاگا — سبب آج گریہ کا رنگ لایا ہے جو ہونی ہو سو ہو جاگا

شعر جعفر دکنی

غمزاں سے دیکھو شوخ مجھے مار کر چلے — مجروح تس پہ راہ میں اُٹھار کر چلے

اشعار احمد دکنی

گر بیضۂ زاغ کسی در زیر سیمرغ نہند — از اصل خود ناید بروں آخر گلیلا ہوئے پر

گر طفلکے بازیگرے خوانندہ و عالم شود — اصلیکہ دارد کے رود آخر تنبورا ہوئے پر

گر بچۂ شیرے کسے با شیر روبہ پرورد — مردی کہ دارد کے رود آخر گیلا ہوئے پر

شعر ہاشم دکنی

دکھن اور ہند کے دلبر ہیں سب بے حجاب اچھے — اگر ظاہر ہے چاند سے پر چنگے خط کیے پیچ و تاب اچھے

شعر خوشنودی دکنی

سب بن جاگے سیج پر تو بھی ساجن آیا نہیں — چھپ چھپ کے دکھی بات میں تن کو دکھلایا نہیں

شعر فضلی دکنی

رکھوں میں نیم جاں ہانا صدقے تجھ پہ کرنے کو — کیا سب تن کو میں نے جی بچن جس تن پائے ہوں

شعر لطفی دکنی

میں عشق کی گلی میں گھائل پڑا تھا تس پر — جو بن کا ماتا آ کر مجھ کو کچل گیا ہے

شعر ہاشمی دکنی

تیری کمان زلف سے کافر ہوا سارا جہاں
اسلام اور تقویٰ کی کمان لٹا اور مسلمانی کدھر

شعر عزیز اللہ دکنی

مجھ پنجابوں میں کیا سکت بولوں جو ولیاں کی صفت
عاجز عزیز اللہ اپر دکھن کے سب پیراں مدد

اشعار سعدی دکنی

قسمت جو دیا ہر رفت گفتم کہ یہ کیا ریت ہے
گفتا کہ دریو بارے اس شہر کی یہ ریت ہے

ہم نا تمن کو دیا تم دل لیا اور دکھ دیا
ہم یہ کیا تم وہ کیا ایسی بھلی یہ پیت ہے

سعدی کہ گفتہ ریختہ در ریختہ در ریختہ
شیر و شکر آمیختہ ہم ریختہ ہم گیت ہے

خوان سوم

عہد تک اکبر اعظم[1] کے یہی حال رہا
جس افق پر تھا وہیں نیر اقبال رہا

واقعہ ہے نہ فقط نقل سماعی سنیے
آئیے اکبر اعظم کی رباعی سنیے

پوچھے جو گھڑی جوش سے براہ عادت
تو وصل کو ساعت کی نہیں کچھ حاجت

ہو جاتی ہے ملنے سے مبارک ساعت
ساعت کا بہانہ نہیں خوش ہر ساعت

گذرے ہیں عہد جہانگیر[2] میں منشی شوقی
گو کہ ہندو تھے نہ تھی ریختہ سے بے ذوقی

دیکھیے بحر رجز میں یہ انھیں کی ہے غزل
عربی، فارسی، ہندی کلمے دست و بغل

غزل منشی پیارے لال شوقی

جن پیم رس چاکھا نہیں امرت پیا تو کیا ہوا
جن عشق میں مرنا دیا جو جگ جیا تو کیا ہوا

تعویذ اور طومار میں ساری عمر ضائع گئی
سیکھے مگر حیلے رگتی ملّا ہوا تو کیا ہوا

[1] ۱۶۰۵ء تا ۱۶۲۷ء

جوگی و جنگم سیوڑا رنگ لال کپڑے بھر کے
واقف نہیں اِس حال سے کپڑا رنگا تو کیا ہوا

جو من نہیں پی کا اور دیکھا شانتی ہوئے گر
من کا رہٹ پھرتا نہیں سمرن کیا تو کیا ہوا

جب عشق کے دریاؤ میں ہوتا نہیں غرقاب میں
گنگا، بنارس، دوارکا گھٹ پھرا تو کیا ہوا

مارگ نبی کا سب چھوڑ کر دل تن سے نہیں خلوت پکڑ
شوقی پیارے لال بِن سب میں ملا تو کیا ہوا

خوانِ چہارم

سالِ ہجری تھا صفی اک ہزار اٹھاون[1] ۱۰۵۸ھ
سکہ شاہجہانی کا ہوا جبکہ چلن

یعنی اُردو کا ہوا خطۂ دہلی میں رواج
روزمرہ میں زبانوں کی بنی یہ سرتاج

بعد ازاں فطرت و آشید و قبول و بیدل
فارسی کے جو سخنور تھے نہایت کامل

ریختے میں بھی کہا کرتے تھے اشعار اکثر
ہوتے تھے دامنِ اُردو پہ گہر بار اکثر

یعنی اُس وقت بھی جب دور تھا عالمگیری[2]
حیرت انگیز تھا اس کا عمل تسخیری

فارسی گویوں کے موجود ہیں اُردو اشعار
دیکھو اُس نثر میں اردو کی دل آویز بہار

شعر میرزا معز فطرت ایرانی

از زلفِ سیاہ تو بدل دوم پڑی ہے
در گلشن آئینہ گھٹا جوم پڑی ہے

شعر قزلباش خان اُمید

بامن کی بیتی ایک مری آنک ہون پڑی
گالی دیا و غصہ کیا اور دگر رہی

شعر مرزا عبدالغنی بیگ قبول

دل یوں خیالِ زلف میں پھرتا ہے نعرہ زن
تاریک شب میں جیسے کوئی پاسباں پھرے

[1] مطابق ۱۶۳۳ء تا ۱۶۳۴ء۔

اشعار مرزا عبد القادر بیدلؔ

مت پوچھ دل کی باتیں وہ دل کہاں ہے ہم میں — اس تخمِ بے نشاں کا حاصل کہاں ہے ہم میں
جب دل کے آستاں پر عشق آن کر پکارا — پردے سے یار بولا بیدلؔ کہاں ہے ہم میں

خانۂ پنجم

گیارہ سو گنکے ذرا گنیے اگر پینتالیس[۱۱۴۵ھ] — ترجمہ نثر میں ملجائے بہ اُردوئے سلیس
نثر مشہور جو ہے نام سے دہ مجلس کے — یہ وہی نثر ہے فضلیؔ ہیں مصنف جس کے
ہی گویا نثرِ پیشِ درس اُردو ہے — جنبشِ اوّلِ موجِ نفسِ اُردو ہے
سنیے اب نظم بھی وہ دورِ محمد شاہی — وہ ولیؔ دکنی شاعرِ آصف جاہی
عہد میں اپنے یگانہ غزلِ اُردو میں — بلکہ اُستادِ زمانہ غزلِ اُردو میں
جس نے دیوان مرتب کیا اوّل اوّل — اُسی زوج شعرا کے ہیں یہ اشعارِ غزل

غزل ولی دکنی

دیکھنا ہر صبح تجھ رخسار کا — ہے مطالعہ مطلعِ انوار کا
یاد کرنا ہر گھڑی تجھ یار کا — ہے وظیفہ مجھ دلِ بیمار کا
آرزوئے چشمۂ کوثر نہیں — تشنہ لب ہوں شربتِ دیدار کا
عاقبت ہووے گا کیا معلوم نہیں — دل ہوا ہے مبتلا دلدار کا
بلبل و پروانہ کرنا دل کے تئیں — کام ہے تجھ چہرۂ گلنار کا
کیا کہے تعریف دل ہے بے نظیر — حرف حرف اس مخزنِ اسرار کا
گر ہوا ہے طالبِ آزادگی — بند مت ہو سبحہ و زنار کا

لہ مطابق سنہ ۱۷۳۲ء

مسندِ گل منزلِ شبنم ہوئی … دیکھ رتبہ دیدۂ بیدار کا

اے ولی ہونا سرجن پر نثار
مدعا ہے چشمِ گوہر بار کا

خوانِ ششم

گذرے ہیں بعد ولی اور بھی اکثر شعرا … جو گنے جاتے ہیں اردو میں بڑے بلند گلا
تذکروں میں ہے کمالات کا جن کے مذکور … گوہرِ نظم سے گنجینۂ اردو معمور
میر و سودا کا یہاں تک کہ زمانہ آیا … ہاتھ اردو کے گرانقدر خزانہ آیا
بدلا غالب نے پھر اندازِ بیانِ اردو … حالی کی آتش و ناسخ نے زبانِ اردو
اپنی قسمت پہ نہیں نازش اردو بے جا … کہ ہوا اس میں انیس ایسا سخنور پیدا
حق تو یہ ہے کہ قیامت تک انھیں کے اشعار … جانِ اردو ہیں فصاحت کے لئے ہیں معیار
صحنِ عالم میں نہیں کوئی زباں بے مرکز … دہلی و لکھنو اردو کے لئے ٹھہرے مرکز
کمپنی کی جو حکومت کا ہوا دور یہاں … ٹھہری اردو ئے معلی ہی عدالت کی زباں
کام تصنیف کتب کا ہوا جاری اس میں … بڑھی جادو رقمی سحر نگاری اس میں
نکلے اخبار بھی ناول بھی ہوئے پھر تحریر … ہر جگہ ہوتی تھی اردو ہی میں اکثر تقریر
انگریزی پہ مگر تھا جو زمانہ مائل … وہ بھی آخر بضرورت ہوئی اس میں شامل
بعد ازاں ملک میں رائج ہوئیں قسمیں نظمیں … اک اضافہ ہوا یوں بھی ادبِ اردو میں
ایک وہ دور تھا اور ایک ہے یہ دور افسوس … حالِ اردو پہ نہیں جب نظر غور افسوس

خوانِ ہفتم

غدر کے قبل کی تصنیف ہے گلزارِ نسیم … دیکھے دلکش غزل تو کہدے کوئی بے دل ہو کر

سنہ ۱۸۳۵ء دفاتر سرکاری میں اردو آگئی سنہ ۱۸۳۶ء پہلا اردو اخبار دلی سے جاری ہوا سنہ ۱۸۶۴ء میں سائنٹفک سوسائٹی قائم ہوکر ترجمے ہوئے

یہ تو ہم کور سوادوں کی لیاقت کا ہے حال
نہیں جی اُن سے تو ہم لوگ کہیں ہیں بڑھکر
طوطیِ آئنۂ طبعِ خداداد ہیں ہم
کون ضائع کرے اِن باتوں میں اپنی اوقات
انگریزی کی طرف دل کو جو رغبت ہے زیاد
انگریزی کو کھپاتے ہیں بعینہ اِس طرح
صرف بازیچۂ طفلاں صفتِ گُل اُردو
ناقِستا ہے کوئی بیدرد کوئی ٹھونستا ہے
فارسی رنگ میں دیتا ہے کوئی ڈوبا اس کو
منچلوں نے پے تخریب کمر باندھی ہے
کوئی بنتا ہے خدا اُخالقِ جذبات کوئی
گو کسی کو بھی نہیں مشقِ سخن گوئی کچھ
آجکل فرض سمجھتے ہیں سخن سنج احباب
اپنی دانست میں جتنے بھی سخن گستر ہیں
ہاتھ میں سب کے ہے اُردوے معلّیٰ کا قتل
کوئی مقیاس معیّن ہے نہ کوئی معیار
بے تمیزی کا یہ طوفان جہاں برپا ہو
ورنہ ہندی ہی زباں کا ہے یہ اُردو جوہر
اِس دل آویز زباں کے کلمات و امثال
ہندوؤں اور مسلمانوں کا ہے فرض یہی

کہتے ہیں شُستے مگر تذکرۂ اہلِ کمال
شاعری کرتے ہیں گلزارِ دبستان پڑھکر
وضعِ ترکیب میں غالب کے بھی اُستاد ہیں ہم
فاعلاتن ۔ فَعِلاتن ۔ فَعِلاتن فَعِلات
کی ہے کچھ لوگوں نے یورشیں اردو ایجاد
گفتگو کرتے ہیں اُردو میں فرنگی جس طرح
ہے ترقی کے عوض رو بہ تنزّل اُردو
دیوبانی کوئی ۔ کوئی عربی ٹھونستا ہے
کیا آشفتہ خیالوں نے پُر آشوب اس کو
نقش اُردو کے مٹانے میں ہر اک آندھی ہے
آدمیت سے تو کرتا ہی نہیں بات کوئی
کوئی کچھ کوئی ہے کچھ کوئی ہے کچھ کوئی کچھ
نام کے ساتھ ہو خود ساختہ اک ایک خطاب
نثر میں نظم میں غالب سے کہیں بہتر ہیں
منھ میں رکھتے ہیں زباں اسلئے ہیں اہلِ زباں
صاحبِ طرز ہے ہر ایک پریشاں گفتار
کہئیے اُس ملک میں اُردو کو ترقی کیا ہو
را کجے گھونسلے کو جس طرح بناتے ہیں شکر
دونوں قوموں کے قدیمانہ مراسم پہ ہیں دال
مل کے اُردو کو بنائیں وہ زبانِ ملکی

اسکی اصلاح میں دونوں زبانیں جاتی ہیں شریک
بگڑے جو وقت زباں ملکے بنائیں سے ٹھیک

ملک میں ہندی و اردو کی لڑائی کیسی
بہنیں بہنیں ہیں یہ اپنی وہ پرائی کیسی

دونوں مل جل کے رہیں خوں کریں کیوں پانی
اس سے کیا گر کوئی شہری ہے کوئی دہقانی

ہم مذاقی کی جھلک دونوں کے انفعال میں ہے
ہے جو کچھ فرق تو چہرے کے خط و خال میں ہے

بحث بے سود ہے یہ حرف ہو وہ حرف نہ ہو
حرف کوئی ہو مگر وقت بہت صرف نہ ہو

اس زمانے میں جب اردو سے ہیں اکثر بیزار
قابل دید ہیں چکبست و نظر کے اشعار

دیکھو افسانہ نویسی میں پریمی انداز
شستہ و رفتہ زباں جس پہ زمانے کو ہے ناز

کشت اردو عرب کی ہے نہ ایران کی
پھر عبث شاخ لگاتے ہیں سلطانی کی

قابل ذکر ہے اب ہمت سرکار نظام
واقعاً آصف سابع نے کیا ہے کیا کام

یعنی اردو کی زباں ہوگی زبان علمی
اس کباڑے کو بنائیں گے کمان علمی

بعض ہندی کو بتاتے ہیں زبان علمی
اس ذخیرے سے بھی اردو کو مدد پہنچے گی

کیونکہ ہم لوگ تعصب سے اگر کام نہیں
ہندی اردو کی رقابت کا کبھی نام نہیں

دیس کی دونوں زبانیں ہیں کوئی فرق نہیں
کیوں جلیں ان سے یہ شعلہ نہیں وہ برق نہیں

متحد ہو کے یہ دونوں ہیں اسی طرح جدا
بہہ نکلتا ہے کسی جھیل سے جیسے دریا

ہوگی سیراب زمیں بہ طفیل اردو
خس و خاشاک سے رکتی نہیں سیل اردو

قطعۂ مدحیہ

صاف دھوئی ہوئی کوثر کی زبان اردو
بحر مواج ہے یا طبع روان اردو

منتخب ہوئے ہیں کچھ غیر مقامات کے بھی
جن سے آراستہ اس وقت ہے خوان اردو

مختلف رنگ کے پھولوں کا سمجھیے اسے شہد
حبذا خوش ذائقہ ہے کام و دہان اردو